© rasailojaraid.com

تالیف و ترجمہ: قاضی محمد رویس خان ایوبی۔ صدر مجلس افتاء ، ضلع مفتی میرپور آزاد کشمیر۔

عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں (۸)

ا۔ طلب قضاء کی مختلف صورتیں اور فقہا کی آراء

جاہ و جلال اور دبدبہ کے حصول کیلئے، یا حصول روزگار کیلئے منصب قضاء کی طلب یا پیش کش قبول کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں فقہاء شافعیہ کے تین گروہ ہیں۔

ا۔ ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ منصب قضاء کی طلب کرنا یا پیش کش کو قبول کرنا مطلقاً" مکروہ ہے۔ ابن عمر مکحول، قلابہ اور دیگر وہ تمام فقہاء جنہوں نے اس منصب کو قبول کرنے سے گریز کیا ہے ان کا یہی موقف ہے۔ ان حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک سے استدلال کیا ہے۔ **من استقضی فکا نما ذبح بغیر سکین** (ا) "جس نے منصب قضاء کی طلب کی گویا وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا"۔ چونکہ یہ منصب ولایت و اختیار ہے اس لئے اس میں اختیارات کے استعمال میں کوتاہی یا عاجزی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **انا عرضنا الا مانہ علی السموات والارض و الجبال۔** "ہم نے اپنی امانت آسانوں زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کی"۔ (۲)۔ لیکن وہ بھی اس کے متحمل نہ ہو سکے تو انسان کس طرح ادائے حق کا دعوی کر سکتا ہے۔

۲۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ پیش کش قبول کرنا یا خود درخواست کر کے منصب قضاء طلب کرنا مستحب ہے، ان میں حسن بن یسار (۳) اور مسروق (۴) اور دیگر ایسے تمام علماء میں جو منصب قضاء پر فائز ہوئے اور حکومت سے تعاون کیا۔ ان حضرات نے حضرت ابوہریرہ کی حسب ذیل روایت سے استدلال کیا ہے۔

من طلب القضاء حتی ینالہ فان غلب عدلہ جورہ فلہ الجنۃ وان غلب جورہ عدلہ فلہ النار۔

"جس نے منصب قضاء کی طلب کی اور اس نے اسے پالیا اور اس نے عدل کیا اور ظلم سے مجتنب رہا تو وہ مستحق فردوس ہے۔ اور اگر اس نے ظلم کیا تو مستحق جہنم ہے"۔

۳۔ تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ خود منصب قضاء کی طلب تو مکروہ ہے۔ البتہ اگر اسے منصب پیش کیا جائے، تو قبول کرنا مستحب ہے۔ اکثر میانہ رو فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ ان حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

یا عبدالرحمن لا تسال الا مارۃ فان اوتیتھا عن غیر مسالۃ اعنت علیھا وان اوتیتھا عن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسالۃ وکلت الیہا۔ (۵)

" اے عبدالرحمن، منصب حکومت کی طلب مت کرو، اگر بغیر طلب کے مل جائے، تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور اگر مانگ کر حاصل کرو گے تو خود بوجھ اٹھانا پڑے گا"۔

مولف کی رائے

اور میری رائے یہ ہے کہ فقہاء کرام میں سے جو لوگ تیسری رائے کے قائل ہیں وہ صحیح فرماتے ہیں۔ اور یہی راہ اعتدال ہے تاہم دور حاضر میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا جج / قاضی ہوگا جسے حکومت صرف اس کی قابلیت اور اہلیت کی بنیاد پر اس کی ذاتی درخواست کے بغیر تعینات کرے۔ عصر حاضر میں سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کا ایک خاص طریقہ کار ہے۔ اور یہ طریقے مختلف ممالک میں مختلف ہیں۔ عدلیہ کا شعبہ خالصتہ" سرکاری کنٹرول میں ہے، اس لیئے ملازمت کے دیگر قواعد کی طرح ججوں کی بھرتی کے بھی خاص قواعد متعین ہیں جن میں قانون کی مسلمہ ڈگری کے علاوہ جج / قاضی کیلئے اس ملک کا شہری ہونا ضروری ہے۔(٦) اور مخصوص مدت تک پیشہ وکالت اختیار کرنا ضروری ہے۔ جبکہ قاضی کیلئے ہمارے ملک (پاکستان) میں وکالت کا تجربہ ضروری نہیں۔ اسی طرح ججوں / قاضیوں کے مدارج بھی مختلف ہیں۔ جبکہ ان کی تقرری کے لئے امتحان بھی منعقد کیا جاتا ہے۔ (واضح ہو کہ نظام قضاء شرعی صرف آزاد جموں کشمیر میں قائم ہے پاکستان میں نہیں)۔

فصل دوم

قاضی کیلئے شرائط

اس فصل میں تمہید اور چار مباحث ہیں۔

تمہید ۔ لغت اور اصطلاح میں شرط کے معانی۔

پہلی بحث وہ شرطیں جن پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

شرط اول : بلوغ ۔ شرط دوم : عقل ۔ شرط سوم : اسلام

دوسری بحث ۔ وہ شرطیں جن میں فقہاء اسلام کا اختلاف ہے۔

۱۔ کیا غیر مسلم رعیت کا فیصلہ بھی مسلمان جج ہی کرے گا۔ یا غیر مسلموں کے لیے کافر جج بھی قبول کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مرد ہونا۔ کیا جج / قاضی کیلئے مرد ہونا ضروری ہے، یا عورت بھی جج بن سکتی ہے؟

۳۔ آزاد ہونا، غلام کی قضا کے بارے میں فقہاء کی رائے

۴۔ عادل ہونا، کیا غیر عادل کو قاضی / جج مقرر کیا جاسکتا ہے؟ (یہاں عدل بمقابلہ فسق ہے)۔

۵۔ اجتہاد ۔ قاضی / جج کیلئے مجتہد ہونا ضروری ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶۔ جسمانی نقص سے مبرا ہونا۔ کیا کسی لولے لنگڑے اندھے کو قاضی / جج مقرر کیا جاسکتا ہے؟
تیسری بحث ۔ سعودی عرب میں قاضیوں کی تقرری کی شرائط
چوتھی بحث ۔ وضعی قوانین میں ججوں کی بھرتی کی شرائط پاکستان اور مصر کے قوانین ۔

تمہید

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور ہر شعبہ کیلئے اسلام نے خاص شرائط اور قیود متعین کر دی ہیں چونکہ عدالتی نظام اسلامی ریاست کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے' اور قضاء کا پیشہ ایک مقدس فریضہ ہے۔ لہٰذا فقہاء کرام نے اس عظیم منصب پر فائز ہونے والے افراد کیلئے ایک خاص معیار اور خاص شرائط مقرر کر دی ہیں۔ تاکہ ہر ایرا غیرا اس منصب عظیم پر فائز نہ ہو سکے اور عدالتی نظام کو بازیچہ اطفال بننے سے بچایا جاسکے۔

ان شرائط میں سے بعض شرائط ایسی ہیں جن پر تمام فقہاء امت اسلامیہ متفق ہیں اور بعض ایسی ہیں جو بعض فقہاء کے نزدیک ضروری ہیں اور بعض کے نزدیک غیر ضروری۔ لہٰذا سب سے پہلے تو ہم "شرط" کا معنی بیان کریں گے کہ شرط کے لغوی اور اصطلاحی معانی کیا ہیں؟

اہل عرب کے ہاں شرط کا معنی ہے کسی شئی کو لازم قرار دینا یا کسی شئی کا لازم ہونا" (۷)۔

شرط فتحتین (دو زبروں) کے ساتھ علامت کو کہتے ہیں۔ اور اس کی "جمع اشراط" ہے۔ جیسے سبب کی جمع اسباب ہے۔ اسی لیے "اشراط الساعۃ" کہا جاتا ہے' یعنی قیامت کی علامات۔ شرط (راء کی جزم کے ساتھ) اس کی جمع شروط ہے لغتہ شرط کے یہی معانی ہیں۔ (۸)

فقہی اصطلاح میں شرط کا معنی ہے۔ **فہوا لامرا لذی یتوقف علیہ وجود الحکم ویلزم من عدمہ عدم الحکم ولا یلزم من وجودہ وجود الحکم" (۹)**

یعنی شرط وہ ہے جس پر کسی حکم کا دار و مدار ہو اگر وہ نہ پائی جائے تو حکم بھی نہ پایا جائے لیکن شرط کے وجود سے حکم کا پایا جانا ضروری نہیں۔ (جیسے وضو نماز کیلئے شرط ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن یہ ضروری نہیں کہ وضو کے وجود سے نماز بھی پائی جائے ہو سکتا ہے کہ کوئی وضو کرنے والا نماز نہ پڑھے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ نماز پڑھنے والا وضو نہ کرے۔ یا وضو کے قائمقام تیمم نہ کرے)۔

صدر الشریعہ نے فرمایا شرط وہ ہے جو کسی چیز سے متعلق ہو لیکن اس کا جز نہ ہو (۱۰)

فقہاء کرام نے شرط کی مثال وضو کے علاوہ گواہان نکاح سے بھی دی ہے۔ نکاح کے انعقاد کیلئے گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ لیکن گواہوں کے وجود سے نکاح کا ہونا ضروری نہیں یعنی آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ نکاح گواہوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ گواہ نکاح کے بغیر نہیں پائے جاتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہاء نے قاضی کیلئے جو شروط مقرر کی ہیں ان کا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہوگا کہ ایسا شخص ضرور منصب قضاء پر فائز کیا جائے۔ لیکن اگر کسی شخص کو فائز کرنا ہو تو اس میں ان شروط کا پایا جانا ضروری ہوگا۔ شرط کے معنی اور تعریف کے بعد آئندہ سطور میں ان شروط کا تفصیلی ذکر کیا جائے گا جن پر علماء کا اتفاق ہے۔ اور ان کا بھی جن میں اختلاف ہے۔ ہر ایک کی رائے اور اس کی دلیل اور قول راجح بھی بیان ہوگا (انشاء اللہ)

☆ حوالہ جات ☆

(۱) سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ : ۳/ ۲۹۸، حدیث نمبر ۳۵۷۱ ـ ابن ماجہ : ۲/ ۳۸ـ ابن حبان نے کہا یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے تلخیص الجبیر : ۴/ ۱۸۴، نصب الرایہ : ۴/ ۶۴، مستدرک : ۴/ ۹۱ـ (۲) ـ احزاب : ۷۲ـ (۳) حسن بن یسار تابعی تھے، ۱۱۰ ھجری میں وفات پائی۔ (۴) مسروق بن اجدع تابعی تھے، حمدان سے تعلق تھا، قادسیہ کی لڑائی میں شرکت کی، ۶۳ ھجری میں وفات پائی۔ طبقات ابن سعد : ۶/ ۳۶، ـ (۵) ادب القضاء ماوردی ۱۴۶: صحیح مسلم، کتاب الامارۃ : ۳/ ۱۴۵۲، حدیث نمبر ۱۶۵۲ـ صحیح بخاری : ۸/ ۱۰۶، کتاب الاحکام ـ (۶) ـ ملاحظہ کیجئے نظام قضاء سعودی عرب، دفعہ نمبر ۷۳ ـ دستور پاکستان، ص ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۹۷۳ء ـ مبادی المرافعات، نمبر: ۷۸ ـ مجموعہ قوانین لبنان، جز : ۵ قسم دوم۔ المحاکم (۷) القاموس المحیط، فیروز آبادی : ۲/ ۳۸۰ ـ (۸) المصباح المنیر : ۱/ ۶۵، ۳ـ (۹) التعریفات، جرجانی : ۱۲۵ـ (۱۰) التوضیح مع التلویح : ۲/ ۱۴۸، اصول سرخسی : ۳۲۱

ضرورت

الجامعۃ المحمدیۃ للبنات فیصل آباد

کو ایسی معلمہ کی ضرورت ہے جو کہ مڈل سے انٹر کلاسز تک انگلش، حساب سمیت آرٹس کے تمام مضامین پڑھا سکے ـــــ درخواست تعلیم و تجربہ کے سرٹیفکیٹس کے ہمراہ ۳۱ / مارچ ۱۹۹۳ء تک پہنچ جانی چاہیئے ـــــ

غلام مصطفیٰ حسن
رئیس الجامعۃ المحمدیۃ للبنات
۸۶ اے کشمیر روڈ۔ غلام محمد آباد فیصل آباد۔ فون : ۶۸۱۷۰۰

© rasailojaraid.com